مولانا محمد احسن نانوتویؒ

مؤلفہ

محمد ایوب قادری ایم اے

روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی، بی، ون، ایریا ۱۱ لیاقت آباد، کراچی ۱۹

بار اول ایک ہزار

سال طباعت ۱۹۶۶ء

[redacted]

ملنے کے پتے

پاکستان میں
(۱) ادارہ اسلامیات انارکلی بازار، لاہور
(۲) مولوی شمس الدین تاجر کتب نادرہ، مسلم مسجد انارکلی چوک لاہور
(۳) عظیم پبلشنگ ہاؤس خیبر بازار پشاور
(۴) مشتاق بکڈپو، نزد اردو کالج، شیلڈن روڈ کراچی ۱

انڈیا میں
(۱) مکتبہ نشاۃ ثانیہ معظم جاہی مارکیٹ حیدرآباد دکن
(۲) کتب خانہ الفرقان کچہری روڈ لکھنؤ یوپی
(۳) مکتبہ تجلی دیوبند یوپی
(۴) کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی

مطبوعہ: جاوید پریس کراچی

فہرست مضامین

ہاشمی میرٹھ میں کام کرنے لگے، میرٹھ کے قیام کے زمانے میں مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا عبدالجلیل علی گڑھی (ش ۱۸۵۷ء) کے فرزند مولوی محمد اسماعیل (ف شوال ۱۳۱۱ھ) کو بخاری پڑھانے کی غرض سے علی گڑھ گئے۔ نو مہینے مولانا نانوتوی کا قیام علی گڑھ میں رہا۔[1]

۱۲۸۵ھ میں منشی ممتاز علی صاحب ہجرت کے ارادے سے حجاز گئے مگر دوسرے سال ہندوستان واپس آگئے اور اس مرتبہ انہوں نے اپنا پریس "مطبع مجتبائی" کے نام سے دہلی میں قائم کیا اور مولانا محمد قاسم کو مطبع میں تصحیح وغیرہ کا کام کرنے کے لئے دہلی بلالیا۔ چنانچہ مولانا نانوتوی نے تصحیح و تدریس کا کام انجام دیا۔ مطبع مجتبائی سے ۱۲۸۶ھ میں ایک حمائل شریف شائع ہوئی جس کی تصحیح مولانا نانوتوی نے فرمائی ہے مولوی عبدالاحد مرحوم لکھتے ہیں:[2]

"خداوندا آپ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ حمائل شریف اب تیسری دفعہ اس مطبع مجتبائی دہلی میں چھپی۔ ایک دفعہ تو منشی محمد ممتاز علی نزہت رقم مہاجر مکی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھی اور قاسم الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اس کی تصحیح فرمائی۔"

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اس حمائل کی طباعت کے سلسلہ میں دو قطعات

[1] تراجم علمائے اہل حدیث از ابو یحییٰ امام خان نوشہروی ص ۳۲۴-۳۲۵ (دہلی ۱۹۳۸ء)

[2] خاتمۃ الطبع، حمائل شریف مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۰ھ ص ۷۲۹

تاریخ لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں[1]

(۱)

حمائل کز شرف دارد شرف بر حمائل کانہا — کہ ایں جا است و بر جا الست صد گونہ بلا زانہا
نوشت و طبع زد نزہت رقم ممتاز علی قاسم — صحیحش کرد زاں گردید تعویذ دل و جانہا

(۲)

چھاپی وہ حمائل کہ اگر جان کے لب ہوں — بیساختہ بول اٹھے کہ مرغوب چھپی ہے
میں نے بھی کہا مدح میں اور کیوں نہ کہیئے — کہتے ہیں بتکرار عدد خوب چھپی ہے
ایک راحت دل راحت دل پر ہے مضاعف — کیا لکھی کیا عمدہ خوش اسلوب چھپی ہے
کیا کہنے حمائل کے بہت خوب ہی چھاپی — کیا کہنے ہیں پاکیزہ بہت خوب چھپی ہے

۱۲۸۶ھ — ۱۲۸۶ھ

دار العلوم کا قیام

۱۸۵۷ء میں سقوط دہلی کے بعد اسلامی درسگاہوں اور مدارس کو سخت نقصان پہنچا بہت سے علماء ختم ہو گئے کچھ حجاز وغیرہ چلے گئے۔ مگر شاہ محمد اسحاق دہلوی کے سلسلہ کے بعض علماء کو ایک درسگاہ قائم کرنے کا خیال ہوا۔ "مولوی فضل الرحمن، مولوی ذوالفقار علی اور حاجی محمد عابد حسین صاحب (ف ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء) نے یہ تجویز کی کہ ایک مدرسہ دیوبند میں قائم کریں۔"[2]

[1] خاتمۃ الطبع، حمائل شریف مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۰ھ ص ۷۳۱

[2] سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۱۴، یہ مولانا محمد یعقوب نانوتوی کا بیان ہے مولانا محمد میاں دیوبندی صاحب نے بانیان میں حاجی عابد حسین کے علاوہ مولوی مہتاب علی اور شیخ نہال احمد کا نام لیا ہے ملاحظہ ہو علمائے حق حصہ اول از مولانا محمد میاں ص ۶۶-۶۷ (دہلی ۱۹۴۷ء)

چنانچہ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء کو دیوبند کی مشہور چھتہ والی مسجد میں انار کے درخت کے نیچے کھلے صحن میں اس مدرسہ کا آغاز ہوا جس کی سرپرستی اور رہنمائی مولانا محمد قاسم نے کی اس درس گاہ کے سب سے پہلے طالب علم محمود (شیخ الہند مولانا محمود الحسن) اور پہلے استاد ملا محمود تھے، چندہ کے لئے سب سے پہلے جس نے رومال پھیلایا اور جس نے سب سے پہلے چندہ دیا وہ حاجی عابد حسین تھے تھوڑی ہی دیر میں تقریباً چار سو روپے جمع ہوگئے ۱۹ محرم الحرام کو ایک اشتہار کے ذریعہ قیام مدرسہ کا اعلان کیا گیا۔ پہلے سال کے اختتام تک طلباء کی تعداد اٹھہتر ہوگئی جس میں بیرون ہند کے طلباء بھی شامل تھے طلبا کے اضافہ کے ساتھ مدرسین کا بھی اضافہ ہوا اور چار مدرس اور بڑھائے گئے مولانا محمد یعقوب نانوتوی کو صدر مدرس مقرر کیا گیا۔ چند ہی سال میں چھتہ کی مسجد ناکافی ثابت ہوئی تو سنہ ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۴ء) میں مدرسہ جامع مسجد (دیوبند) میں منتقل ہوگیا۔ مگر جلد ہی یہ جگہ بھی ناکافی ثابت ہوئی تو مولانا محمد قاسم نانوتوی نے دارالعلوم کے لئے آبادی سے باہر ایک کشادہ اور وسیع عمارت کی تجویز پیش کی اور قطعہ اراضی خریدنے کے بعد ۲ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ (۱۸۷۶ء) کو جمعہ کے دن موجودہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا مولانا احمد علی سہارنپوری، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، حاجی عابد حسین اور مولانا محمد مظہر کاندھلوی[1] نے علی الترتیب ایک ایک اینٹ رکھی[2] مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے

[1] یا تو یہ مولانا محمد مظہر نانوتوی ہوں گے ورنہ مولانا مظفر حسین کاندھلوی ہوں گے۔

[2] تاریخ دیوبند ص ۲۴۴، مگر مولانا محمد میاں نے حاجی عابد حسین، مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی کے علاوہ جو تیسرا نام میاں جی منے شاہ صاحب کا لکھا ہے (علمائے حق جلد اول ص ۸۰)

مادہ تاریخ تعمیر "اشرف عمارات" سے نکالا جس سے ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۷ء) برآمد ہوتے ہیں چونکہ تعمیر کا سال آئندہ سال ہی شروع ہوا اس لئے ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۷ء) کو آغاز تعمیر قرار دیا گیا[1]

اس مدرسہ نے یوماً فیوماً ترقی کی ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لفٹنٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں[2]

"جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے یہاں کے تعلیم یافتہ لوگ ایسے آزاد اور نیک چلن (و سلیم الطبع) ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کچھ واسطہ نہیں کوئی فن ضروری ایسا نہیں جو یہاں تعلیم نہ ہوتا ہو صاحب مسلمانوں کے لئے تو اس سے بہتر کوئی تعلیم اور تعلیم گاہ نہیں ہو سکتی اور میں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ غیر مسلمان بھی یہاں

[1] اس سلسلہ میں راقم کا ایک مقالہ "تحریک دیوبند" مجریہ روزنامہ "انجام" کراچی ۴ مارچ ۱۹۶۲ء ملاحظہ ہو

[2] اخبار "انجمن پنجاب" لاہور مجریہ ۱۹ فروری ۱۸۷۵ء بحوالہ تاریخ صحافت اردو جلد دوم (حصہ اول) از مولانا امداد صابری ص ۲۴۳-۲۴۴ مطبوعہ دہلی بغیر سال طباعت

"تعلیم پاوے تو خالی نفع سے نہیں، اے صاحب سنا کرتے تھے کہ ولایت انگلستان میں اندھوں کا مدرسہ ہے یہاں آنکھوں سے دیکھا کہ دو اندھے تحریر اقلیدس کی شکلیں کف دست پہ ایسی ثابت کرتے ہیں کہ باید و شاید۔"

دار العلوم دیوبند آج برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی سب سے بڑی دینی درسگاہ ہے اور بین الاقوامی شہرت و عظمت کا مالک ہے۔

۱۲۸۵ھ میں مولانا محمد قاسم دوبارہ حج کے لئے تشریف لے گئے بعض رفقار مولانا نانوتوی کے ہمراہ تھے [1]

پادری تاراچند سے مناظرہ

برصغیر پاک و ہند میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے اقتدار کے ہم دوش مذہب عیسوی نے بھی فروغ حاصل کیا اور ہر ممکن صورت سے اس مغلوب ملک کو مذہبی حیثیت سے بھی فتح کرنے کی کوشش کی گئی اور کمپنی کی تائید و اعانت سے ملک کے طول و عرض میں مسیحی تبلیغ و تنظیم کے آثار قائم کئے گئے اور انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد تو اس سلسلہ کو بہت وسعت ہوئی پادری بازاروں، میلوں اور عام مجمعوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام پر اعتراضات کرنے لگے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے دہلی کے قیام کے زمانے میں جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ بھی

---

[1] سوانح عمری مولانا محمد قاسم نانوتوی ص ۱۲ تعجب ہے مؤلف تذکرہ مشائخ دیوبند نے اس حج کا ذکر نہیں کیا (تذکرہ مشائخ دیوبند ص ۱۴۸)

اسی طرح کھڑے ہو کر بازار میں وعظ کہا کریں اور پادریوں کا رد کریں اور ایک دن وہ بھی بغیر تعارف اور اظہار نام مجمع میں پہنچے اور ایک پادری تاراچند سے مناظرہ کیا اور اس کو سر بازار شکست دی۔ اس کے بعد ان کا تعارف مشہور مناظر اسلام ابو المنصور ناصر الدین علی دہلوی (وفات ۱۳۲۰ھ) سے ہوا۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ تا جمادی الثانی ۱۲۹۲ھ کے درمیان کا واقعہ ہے۔

اس زمانے میں مولانا محمد قاسم نانوتوی منشی ممتاز علی کے مطبع مجتبائی دہلی میں مقیم تھے۔

میلہ خدا شناسی شاہجہان پور

انگریزی حکومت نے ایک خطرناک سازش یہ کی کہ ہندوؤں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ ہندوستان میں مسلمانوں کو سیاسی اہمیت حاصل رہی تھی انگریزوں نے اپنی پالیسی کے تحت ہندوؤں کو بڑھایا اور مسلمانوں کو گھٹایا جب معاشی و سیاسی میدان میں ہندو آگے بڑھ گئے تو ان کو مذہبی برتری کی راہ سجھائی اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں مناظرہ کے لئے تیار کیا اور اس کے مواقع بھی بہم پہنچائے گئے کہ ہندو مسلمانوں سے کھلے عام مناظرے کریں۔

شاہجہان پور (یو پی) کے قریب چاندا پور گاؤں میں یہاں کے زمیندار پیارے لال کبیر پنتھی، پادری نولس کی سربراہی اور رابرٹ جارج کری کلکٹر شاہجہان پور کی تائید و اجازت سے ۸ مئی ۱۸۷۶ء کو ایک میلہ خدا شناسی منعقد ہوا جس میں عیسائی، ہندو اور مسلمان تینوں مذاہب کے نمائندوں کو بذریعہ اشتہارات دعوت دی گئی کہ وہ اپنے اپنے مذاہب کی حقانیت کو ثابت کریں۔ مولانا